دیہات میں علماء وائمہ کا تعمیری کردار

[پاکستان اکیڈیمی برائے ترقی دیہات پشاور میں ۱۰ سے ۱۵ اپریل ۱۹۶۷ء تک علماء کرام کا ایک سیمینار ہوا تھا۔ اس کے آخری اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے اکیڈیمی مذکور کے ڈائرکٹر جناب محمد مسعود نے جو تقریر کی تھی، اُس کے کچھ اقتباسات درج ذیل ہیں۔ (مدیر)]

ہمارے سامنے اس وقت تاریخ کا بہت بڑا چیلنج ہے اور مجھے یقین ہے کہ علماء کرام کی جدوجہد سے ہی لوگوں میں ایسا شعور پیدا ہو سکے گا جس سے وہ تمام مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکیں گے۔ اس سلسلہ میں علماء وآئمہ کو بھی بہت کام کرنا ہوگا۔ اور دیہات کی ترقی کے لئے سرتوڑ کوشش کرنا ہوگی۔ چونکہ اسّی فی صدی آبادی ہمارے ملک کی دیہات میں رہتی ہے اس لئے دیہات کی ترقی، دیگر امور ترقی پر مقدم حیثیت رکھتی ہے۔ اور جو لوگ دیہات میں مستقل طور پر رہتے ہیں ان کے ذریعہ ہی وہاں ترقی کے کام چل سکیں گے، یہ علماء اور آئمہ کا طبقہ ہے جو وہاں مستقل رہتا ہے۔ یہ وہیں جیتے ہیں اور وہیں مرتے ہیں، اور لوگوں کے مرنے جینے میں شامل ہوتے ہیں، اور دکھ درد میں ان کے ساتھی ہوتے ہیں۔

اس کے برعکس اعلیٰ سکولوں اور کالجوں کے پڑھے لکھے لوگ دیہات میں بہت کم ٹھہرتے ہیں، جیسے ہی انہیں موقع ملتا ہے، شہروں کی طرف بھاگ جاتے ہیں۔ اپنے دیہاتی جنم کی بنا پر حکومت کے محکموں میں ترقی دیہات کے لئے ملازمتیں حاصل کر لیتے ہیں۔ اچھی خاصی تنخواہیں بھی پاتے ہیں۔ لیکن دیہات میں آنے سے پھر بھی گریز کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دیہات میں فلاحی وطبی انتظامات بہت کم ہیں، مکانات اور بود وباش کا طریقہ نہایت قدیم اور فرسودہ ہے۔ تعلیم بہت کم ہے۔ کُل پاکستان میں اگر پانچ میں صرف ایک شخص پڑھ لکھ سکتا ہے، تو دیہات میں یہ تناسب اور بھی کم ہے۔ قریباً

آٹھ اور ایک کا ہے۔ اور کہیں کہیں اس سے بھی کم۔ جہالت اور مفلسی کے پھیل جانے سے دیہاتی اپنے مستقبل سے نا اُمید ہوتے جاتے ہیں۔

علماء کرام کا وجود دیہات میں ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے ذریعے لوگوں کو کچھ شعور زندگی اور کچھ مسائل کا علم ملتا رہتا ہے۔ واضح رہے کہ جتنا علم و شعور ان میں ہوگا اتنا ہی دیہاتی لوگوں کو مل سکے گا۔ اگر ان میں جہالت ہوگی تو جہالت کے سوا لوگوں کو کیا مل سکے گا؟ لیکن اگر اُن کے علم میں اضافہ ہو جائے تو اسی نسبت سے دیہات میں بھی علم کا اضافہ ہو سکے گا۔

میرے خیال میں اس طبقہ کو ملک کے لئے مفید بنانا کوئی مشکل کام نہیں۔ اس وقت یہ لوگ محض روحانی اور دینی فرائض کے ذمہ دار ہیں۔ اور ان کے نان و نفقے کا تمام تر بوجھ پبلک برداشت کرتی ہے، یہ کتنا بوجھ ہے؟ اگر ان کی تعداد سارے پاکستان میں پانچ لاکھ مانی جائے تو ان کا کم سے کم ماہوار خرچ جو پبلک برداشت کرتی ہے، پانچ کروڑ روپیہ بنے گا۔ (سو روپے ماہوار فی کنبہ معمولی خرچ کے حساب سے جس میں کھانا، کپڑا، مکان وغیرہ شامل ہیں) اس کا مطلب یہ ہوا کہ پبلک اس طبقے پر قریباً دو لاکھ روپے روزانہ اور ساٹھ کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کرتی ہے۔ اس کے عوض پبلک کو ان کی طرف سے محض روحانی اور دینی تبرکات ہی ملتے ہیں۔ کیا اتنے بھاری خرچ کے عوض علماء کا طبقہ پبلک کی ترقی کا ذمہ دار نہیں بن سکتا؟

یورپ کی تاریخ میں اس طبقے کے کارناموں کا ذکر ملتا ہے۔ انہیں کی کوششوں سے کئی ایک ملکوں میں زندگی کی نئی لہر دوڑی تھی۔ مثلاً ڈنمارک، سویڈن، سوئٹزرلینڈ اور جرمنی کے اندر تحریک امداد باہمی، لوک سکول اور دوسری کئی ایک مفید تحریکوں میں وہاں کے پادریوں نے نمایاں حصہ لیا۔ اگر محض حکومت کے محکموں کے ذریعے یہ تحریکیں چلائی جاتیں تو بہت ممکن ہے کہ اتنی کامیابی نہ ہوتی۔ اور ان ممالک کی ترقی اتنی شاندار نہ ہوتی۔

حضرات علماء کرام! ہمارا انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ آپ کے متعلق بڑی غلط فہمیوں میں مبتلا ہے۔ جس وقت میں اس اجتماع کے انتظامات میں مصروف تھا۔ کئی ایک لوگوں نے مجھ سے کہا کہ علماء اور مولویوں کو بلا کر تم مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے اور یہ مولوی تم پر بھی ایسے کفر کے فتوے لگائیں گے کہ تمہارا جینا مشکل ہو جائے گا۔ میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ مجھے علماء و آئمہ دین پر کامل اعتماد ہے۔ میں ان کا خادم ہوں، مجھ پر کفر کا فتویٰ لگا کر وہ کبھی خوش نہیں ہو سکتے اور انشاء اللہ یہی علماء اب کفر کے فتوے دوسروں پر بھی نہیں لگائیں گے، عقیدوں کی بنا پر ایک دوسرے کو کافر نہیں کہیں گے۔ بلکہ اب عمل کی بنا پر لوگوں پر کفر کے فتوے صادر کریں گے، دیہات

میں بیماری پھیلانے والے لوگوں پر، خدا کی زمین پر محنت نہ کرنے والے لوگوں پر، قرضہ لے کر ادا نہ کرنے والوں پر، بے ایمانوں پر، غداروں پر کفر کے فتوے لگائیں گے۔ اور یہی علما، اب ترقی اور خوشی کے علم بردار ہوں گے۔ میں آئمہ سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ زمانے کے تقاضوں کو سمجھیں، اپنی غربت کا خیال کریں۔ کیوں کہ آپ کی غربت اور افلاس دیکھ کر ہر مسلمان کو اپنے دین پر شرم آتی ہے۔ جس دین کے علم بردار، جس نبی کے وارثان اتنی خستہ حالت میں ہوں، اس دین کی اور اس نبی کی عزت لوگوں کے دلوں میں کیسے باقی رہ سکتی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ آپ اپنی پوری کوشش اس کام پر صرف کریں جس سے جلد از جلد آپ کی اور عوام کی غربت اور جہالت کا قلع قمع ہو سکے، جیسے ہی اس میدان میں کامیابی ہوگی ویسے ہی روحانی اور دینی امور میں بھی کامیابی ہوگی۔

اس وقت آپ کے اسلامی دار العلوم بُری حالت میں ہیں۔ کوئی سات سو دار العلوم جن میں تقریباً ۲۵ ہزار طالب علم تعلیم پا رہے ہیں۔ آپ کی ذاتی کوششوں سے چل تو رہے ہیں لیکن آپ جانتے ہیں ان کی حالت کتنی خستہ ہے اور ان طالب علموں کو کس قدر مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر آپ دیہاتی لوگوں کی ترقی کے لئے کوشش شروع کر دیں اور ان کی خوش حالی کا باعث بن جائیں تو یقین جانیں کہ آپ کے انہی دار العلوم میں نہ صرف دس بیس گنا تعداد کا اضافہ ہو جائے گا بلکہ ان میں پچیس ہزار کی بجائے پچیس لاکھ طلبا نظر آئیں گے اور انہی دار العلوم میں صنعت و حرفت، کھیتی باڑی، صحت، طب اور دیگر علوم و فنون کا دور دورہ ہوگا، اور یہی دار العلوم صحیح معنوں میں علم کے مرکز بن جائیں گے، اور آپ کا مقام ایسا ہی بلند و ارفع ہو جائے گا جیسا کہ اسلامی عروج کے وقت تھا۔ پھر آپ کی شان ہوگی، پھر آپ کی عزت ہوگی، پھر آپ کا رعب ہوگا، پھر آپ خوش حال ہوں گے، فارغ البال ہوں گے اور آپ کے دین کا بول بالا ہوگا۔